Regd L. No 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

یوم بدھ ۲۹ رمضان المبارک

جلد ۴۳/۸ | ۲ ماہ احسان ۱۳۳۳ ہش ۲ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۶۶

الفضل کے قارئین کرام کو
عید مبارک
(عملہ الفضل)

229

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ ۳۰ مئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل اچھی رہی۔ الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے برابر دعائیں کرتے رہیں۔

لاہور یکم جون۔ آج لاہور کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۱۲ء۶ اور کم سے کم درجہ حرارت ۸۲ء۹ رہا

ہم ملک کو کمزور کرنے کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے
مشرقی بنگال کی نئی حکومت صوبہ کی اقتصادی حالت بہتر بنانے پر اپنی تمام توجہ صرف کر دے گی
ریڈیو پاکستان سے وزیر اعظم کی نشری تقریر

کراچی یکم جون۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے یقین دلایا ہے۔ کہ مشرقی بنگال کی نئی حکومت صوبہ کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے پر اپنی تمام توجہ صرف کر دیگی۔ آپ نے کہا۔ خوراک۔ کپڑا اور دوسری بنیادی ضرورتیں ہر حالت میں پوری ہونی چاہئیں۔ اور پوری کی جائیں گی۔ مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ مشرقی بنگال میں دفعہ ۹۲ الف کے تحت جو حکومت قائم کی گئی ہے۔ وہ انصاف دیانتداری اور محنت سے کام کرے گی۔ آپ نے بتایا۔ کہ صوبہ میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ پر ملک کے ہر طبقہ میں نہایت خوشی کا اظہار کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا۔ ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے۔ کہ عوام کے فیصلہ کو جو انہوں نے انتخابات کے موقعہ پر کیا تھا۔ نظر انداز کر دیں۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی۔ کہ وہ کچھ توقف کریں۔ جونہی حالات معمول پر آ گئے۔ عوام کو اپنی خواہشات کے مطابق نئی حکومت بنانے کا موقع دیدیا جائیگا۔ اسی لئے صوبہ کی اسمبلی کو توڑا نہیں گیا ہے۔

مسٹر محمد علی نے کہا۔ سابق وزیر اعلیٰ مسٹر فضل الحق اور ان کے رفقائے کار نے مشرقی بنگال کی مکمل آزادی کا جو مطالبہ کیا تھا۔ وہ ابتدا ہی سے بے معنی ہے۔ مکمل خود مختار آزاد پاکستان کا حصہ ہونے کی حیثیت سے مشرقی بنگال اتنا ہی آزاد ہے۔ جتنا پاکستان کے دوسرے صوبے۔ مسٹر فضل الحق نے درحقیقت ایسا مطالبہ کر کے اپنے اس عزم کی پردہ پوشی کی ہے۔ کہ مشرقی پاکستان کو الگ کر کے اس کے ہمسایوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ آزاد و خود مختار مشرقی بنگال کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

آپ نے کہا۔ پاکستان ایک آزاد ملک ہے۔ اور جمہوری طرز حکومت کا حامی ہے۔ اسی لئے اس میں حکومت کے خلاف خیالات اور سرگرمیوں کو برداشت کر لیا جاتا ہے۔ لیکن جب ان خیالات اور سرگرمیوں کا تعلق برسر اقتدار لوگوں سے ہو۔ اور وہ ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچا سکتی ہوں۔ تب ان خیالات اور سرگرمیوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ مسٹر محمد علی نے پر زور الفاظ میں کہا۔ کہ ہم ملک کو کمزور کرنے کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اور ہر ایسی کوششوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

ہند چینی میں غیر جانبدار کمیشن مقرر کرنے کی روسی تجویز کو امریکہ نے رد کر دیا

جنیوا یکم جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ نے روس کی یہ تجویز مسترد کر دی ہے۔ کہ ہند چینی میں عارضی صلح کی نگرانی کرنے کے لئے غیر جانبدار ملکوں کا ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ امریکہ نے روس کی تجویز مسترد کرنے کے ساتھ اپنی طرف سے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ عارضی صلح کی نگرانی اقوام متحدہ ہونی چاہیئے۔ اس سے پہلے یہ خبر آئی تھی۔ کہ کل رات نو قوموں کے خفیہ اجلاس میں روس نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ پاکستان ہندوستان چیکوسلواکیہ اور پولینڈ کو غیر جانبدار قوموں کے کمیشن میں نمائندگی دی جائے۔

مولوٹوف ماسکو سے جنیوا پہنچ گئے

جنیوا یکم جون۔ روس کے وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف جو اپنی حکومت سے صلاح و مشورہ کرنے کے لئے جنیوا سے ماسکو گئے ہوئے تھے۔ آج ہوائی جہاز سے واپس جنیوا پہنچ گئے ہیں۔

کراچی یکم جون۔ میجر جنرل محمد یوسف اور میجر جنرل اعظم خاں کو لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے دی گئی ہے۔

موسیو بیدو کے رویہ کے خلاف فرانسیسی پارلیمنٹ میں بحث

پیرس یکم جون۔ فرانس کے وزیر خارجہ موسیو بیدو نے جنیوا کانفرنس میں جو رویہ اختیار کیا ہے۔ فرانسیسی پارلیمنٹ کے بعض ارکان نے اس پر سخت احتجاج کیا ہے۔ اور اس کے خلاف پارلیمنٹ میں قرارداد پیش کی ہے۔ وزیر اعظم مسٹر لانیل کی مخالفت کے باوجود اس مسئلہ پر مفصل بحث ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ میں اس مسئلہ پر بحث ہونے سے پہلے مسٹر لانیل اپنے حق میں اعتماد کا ووٹ منظور کرانے کی کوشش کریں گے۔

فرانسیسی فوجوں نے ویٹ منہ کا حملہ پسپا کر دیا

ہنوئی یکم جون۔ ہند چینی میں فرانسیسی کمان نے اعلان کیا ہے۔ کہ ویٹ منہ نے ہنوئی سے تیس میل جنوب مشرق میں جو نیا حملہ کیا تھا۔ فرانسیسی فوجوں نے انہیں پسپا کر دیا ہے۔

جاپان کسی دفاعی نظام میں شریک نہیں ہوگا

ٹوکیو یکم جون۔ جاپان کے وزیر اعظم مسٹر یوشیدا نے اعلان کیا ہے۔ کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ جاپان جنوب مشرقی ایشیا کے کسی دفاعی نظام میں حصہ لے اور نہ ہی اس میں یہ طاقت ہے۔ کہ وہ کسی ایسے دفاعی نظام میں شریک ہو۔ نہ ہی ایسا کرنا اس کے مفاد میں ہے۔

اسماعیلیہ میں برطانوی فوجوں پر گولی چلائی گئی

پورٹ سعید یکم جون۔ نہر سویز کے علاقہ میں مقیم برطانوی فوج کے ہیڈ کوارٹر نے اعلان کیا ہے۔ کہ کل اسماعیلیہ میں ایک مکان کی دوسری چھت سے برطانوی فوجیوں پر گولی چلائی گئی۔ لیکن برطانوی فوجیوں نے گولی نہیں چلائی۔ تاکہ کسی شہری کو گولی نہ لگ جائے۔

ٹیلیفون کا ماہر پاکستان آئے گا

کراچی یکم جون۔ برطانوی حکومت نے کولمبو منصوبہ کے تحت ٹیلیفون کے ایک ماہر کی خدمات پاکستان کے سپرد کر دی ہیں۔

مقامی جماعت کے زیر اہتمام اجتماعی دعا مسجد احمدیہ دہلی دروازہ میں ہوگی

لاہور یکم جون۔ مرکزی سیکرٹری صاحب تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ لاہور مطلع فرماتے ہیں۔ کہ ۲۹ رمضان المبارک بروز بدھ مورخہ ۲ جون ۱۹۵۴ء کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ دہلی دروازہ میں درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوگی۔ اس دعا کا اہتمام مقامی جماعت کی طرف سے کیا گیا ہے۔ احباب درس قرآن مجید اور اجتماعی دعا میں شریک ہو کر مستفید ہوں۔ اس کے علاوہ حلقے کے طور پر رتن باغ میں بھی دعا کا ...

لاہور میں عید الفطر کی نماز منٹو پارک میں ادا کی جائیگی

مقامی احباب مطلع رہیں۔ کہ نماز عید منٹو پارک لاہور میں ٹھیک سات بجے صبح شروع ہو جائیگی۔ احباب جماعت وقت سے پہلے پہنچنے کی کوشش کریں۔ تاکہ فطرانہ اور عید فنڈ وغیرہ ادا کر سکیں۔ اگر بارش کے آثار ہوئے تو پھر نماز تعلیم الاسلام کالج میں ادا کی جائے گی۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انصاف پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

روزنامہ الفضل لاہور
۲ احسان ۱۳۳۲ہش

عید

قرآن کریم نے زندگی کا منتہائے مقصود ان مختصر مگر عظیم الفاظ میں بیان فرمایا ہے :-

ماخلقت الجن والانس
الالیعبدون۔

یعنی ہم نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس طرح سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ نے جو دعا مانگنے کے لئے سکھائی ہے۔ اس میں فرمایا ہے

ایاک نعبد وایاک نستعین

یعنی اے رب العالمین جو رحمان اور رحیم ہے جو مالک یوم الدین ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ یہاں یہ بھی وضاحت فرمادی کہ ہم عبادت کے لئے بھی تیری ہی مدد کے محتاج ہیں۔ یہ بھی کوئی ہمارے لئے بڑے فخر کی بات نہیں۔ جیسا کہ غالب دہلوی نے کہا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

اللہ تعالےٰ کے احسانات کی انتہا ہے کہ اگر ہم اس کی عبادت بھی کریں۔ تو ہمیں اس کی مدد درکار ہے۔ اگر وہ ہماری مدد نہ کرے۔ تو ہم باحسن طریق اس کی عبادت بھی نہیں کرسکتے ان کی کمزوری اور اللہ تعالےٰ کی عظمت ان الفاظ سے کتنی واضح ہو جاتی ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ کی عبادت صرف صوم و صلوٰۃ حج وزکوٰۃ تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس کی وسعت ہماری زندگی کی پہلی سانس سے لے کر آخری سانس تک ہے۔ بلکہ یوم بعث تک بلکہ ابد تک۔ جہاں تک اس ورلی زندگی کا تعلق ہے۔ ہماری ہر سانس عبادت میں داخل ہے۔ اگر ہمارا جینا ان اصولوں کے مطابق ہو جائے جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنی زندگی کے بسر کرنے کے لئے بتائے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

الذین یذکرون اللہ
قیاماً وقعوداً وعلی
جنوبھم ویتفکرون
فی خلق السموات
والارض۔

یعنی چلتے پھرتے۔ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے الغرض زندگی کی ذراسی حرکت میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کی قدرتوں پر غور کرتے ہیں۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ ہم کو ایک سانس بھی نہیں لینا چاہیئے۔ جس سے صبغۃ اللہ کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں سورۃ زلزال میں یہ کیوں فرماتا۔

من یعمل مثقال ذرۃ
خیرا یرہ ومن یعمل
مثقال ذرۃ شرا یرہ

یعنی جس نے ایک ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی۔ اس روز اس کے سامنے آجائے گی اور اگر ایک ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی۔ اس کے سامنے آجائیگی اس کا مطلب یہی ہے کہ ہماری زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کے ساتھ بندھا ہوا ہے اگر ہم اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس طرح گذارتے ہیں۔ جو اس کی عبادت پر محمول نہیں ہے۔ تو ہم سے اس لمحہ کا بھی حساب لیا جائے گا۔ اسلئے چاہیئے۔ کہ ہمارے رنج وراحت ہمارا ہنسنا رونا ہمارے بیم ورجا الغرض ہمارے تمام وہ جذبات جو ہماری ہستی میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ جن سے ہماری زندگی کی ہر حرکت وابستہ ہے اللہ تعالےٰ حضرت اللہ تعالےٰ کی عبادت کے رنگ میں رنگے ہوں۔

اگر ہم غمگین ہوں۔ تو اس انداز سے کیساتھ کہ ہمیں غم کا بار عبادت کے حدود سے باہر نہ لے جائے۔ اور اگر ہم خوش ہوں تو اس مقدار تک کہ ہمیں خوشی کا جوش اللہ تعالےٰ کی عبادت کے حدود سے باہر نہ لے جائے۔ بہادر شاہ ظفر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ظفر آدمی اسکو نہ جانیئے گو ہو کیسا ہی صاحب فہم وذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

یہ حد بندی دراصل اللہ تعالےٰ کی عبادت کے حدود ہی کو بیان کرتی ہے۔

جو باتیں ہم نے اوپر بیان کی ہیں ان کو پیش نظر رکھا جائے تو عید الفطر جہاں مسلمانوں کے لئے ایک عظیم خوشی کا دن ہے۔ وہاں وہ دراصل اللہ تعالےٰ کی عبادت کا بھی ایک عظیم دن ہے اور مسلمان کے لئے اللہ تعالےٰ کی عبادت کا دن ہی دراصل عید کا دن ہے اگر سمجھے لے تو

ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات

مگر عید الفطر خوشیوں کا ایک خاص دن مقرر ہے۔ جس کو روزہ داروں کی عید کہنا چاہیئے ماہ رمضان کے مبارک مہینے کا عظیم تمرہ ریاض تقدس کا گل سرسبد بے شک ایک مومن کے لئے یہ انتہائے مسرت کا دن ہے۔ اور اسی لئے یہ ایک مومن کے لئے انتہائے عبادت کا بھی دن ہے۔ اس روز نہ صرف ہمیں صلوٰۃ میں اضافہ کرنا ہے بلکہ انفاق میں بھی اضافہ کرنا ہے۔ تاکہ ہمیں انتہائے مسرت اور انتہائے عبادت کے باہمی اتصال کا حقیقی ادراک ہو۔ تاکہ ہم سمجھ لیں کہ ایک مومن کی مسرت عبادت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسی لئے ہمیں پیدا کیا ہے کہ ہم اسکی عبادت کریں۔ تاکہ ہمیں احساس ہو کہ اسکی مدد کے بغیر ہم اس کی عبادت بھی نہیں کرسکتے جب تک وہ ہمیں توفیق نہ دے ہم نہ عید کی صلوٰۃ ادا کرسکتے ہیں اور نہ انفاق ہی کی عبادت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ جب تک آپ کے پاس فطرانہ ادا کرنے کے لئے مال نہ ہوگا۔ آپ عبادت کا یہ جزو کس طرح سرانجام دے سکتے ہیں عید الفطر کی خوشی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے فطرانہ سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو نادار ہیں۔ جن کے پاس اللہ تعالےٰ کی عبادت کا عظیم دن منانے کے لئے سامان نہیں ہے وہ بھی ہمارے ساتھ آج شامل ہوسکیں۔ اسلئے جس کو اللہ تعالےٰ نے استطاعت دی ہے۔ اس کی عید مکمل نہیں ہوسکتی جب تک وہ عید کی نماز پڑھنے سے پیشتر فطرانہ ادا نہ کردے۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ عید کے دن سے ایک دو دن پہلے ہی ہمیں یہ عبادت بجالانی چاہیئے۔ تاکہ نادار عید الفطر کی نماز میں اس انشراح قلب کے ساتھ ہمارے ساتھ شامل ہو کر اس کے حضور سجدہ ریز ہوں جس نے فرمایا ہے۔

وماخلقت الجن والانس
الالیعبدون۔

اعلان برائے لجنات اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم وتربیت کے ماتحت کتاب فقہ احمدیہ حصہ اول مصنفہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ امتحان کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ امتحان اگست کے پہلے ہفتہ میں لے لیا جائے گا۔ تمام لجنات اماء اللہ سے گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی لجنہ میں اس کی تحریک کرکے امتحان [illegible] والی بہنوں کے نام ارسال کریں۔ اگر کسی بہن کے پاس کتاب موجود نہ ہو۔ تو براہ مہربانی دفتر لجنہ مرکزیہ کو اطلاع بھجواکر بذریعہ وی پی منگوالیں۔ ایک کتاب کی قیمت ۱۲ / ہے۔

سیکرٹری شعبہ تعلیم وتربیت لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ

اعلان گمشدگی رسید بک

ایک عدد رسید بک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ۲۷۴۲ جس کی ترپن رسیدات کاٹی ہوئی ہیں۔ فیروزپور روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور پر کہیں گر گئی ہے۔ لہذا کوئی دوست مذکورہ رسید بک پر کسی قسم کا چندہ نہ دیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

اونچہ ججہ ضلع سیالکوٹ میں صدر انجمن احمدیہ کا رقبہ قابل فروخت ہے

اونچہ ججہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں صدر انجمن احمدیہ کا موازی [illegible] کنال رقبہ قابل فروخت ہے۔ اردگرد کے احمدی اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ اس رقبہ کی فروخت کے لئے کوشش فرماکر نتیجہ سے خاکسار کو اطلاع دیں۔ زرِ بیعہ نقد وصول کیا جائے گا۔ اخراجات رجسٹری وغیرہ بذمہ خریدار ہوں گے۔

المشتہر:۔ شیخ محمد الدین مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ

پتہ مطلوب ہے

(۱) مستری فیروز دین صاحب ولد علم الدین صاحب (جو قادیان میں محلہ دار البرکات شرقی میں رہائش رکھتے تھے اور کارخانہ آئرن سٹیل ورکس میں ملازم تھے) کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو علم ہو تو مطلع فرمادیں۔

(۲) مکرم میر ظفر اللہ صاحب افریقی پسر مکرم میر اکبر علی صاحب کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو معلوم ہو تو مطلع فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

شہر سیالکوٹ میں عید الفطر کی نماز کا وقت

عید الفطر کی نماز مسجد کبوترانوالی میں ٹھیک ۸ بجے صبح پڑھی جائے گی۔ احباب وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔

امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار "الفضل" خود خرید کر پڑھے

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو تو اسلام کی ترقی کیلئے پوری سعی کرو

سچّی خوشی کا دن وہی ہوگا کہ جب اسلام روحانی طور پر تمام دُنیا پر غالب آجائیگا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۱ر جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

عید کی وجہ تسمیہ

عید کا لفظ اردو فارسی اور عربی زبان میں خوشی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ معنے محاورے کے معنے ہیں۔ درحقیقت عید کا لفظ عود سے نکلا ہے۔ اور عود کے معنے دوبارہ واپس آنے اور بار بار آنے والی چیز کے ہیں۔ خوشی کے لئے یہ لفظ اس وجہ سے استعمال ہوتا ہے کہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جس کے واسطے بار بار آنے کی خواہش ہوتی ہے۔ دکھ مصیبت اور رنج و غم کوئی نہیں چاہتا۔ کہ آدیں اور بار بار آدیں۔ کوئی نہیں چاہتا۔ کہ موت جدائی۔ نقصان اور گھاٹا آوے۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ لڑکے پیدا ہوں۔ تجارتوں میں فائدے ہوں۔ دوستوں اور عزیزوں کی ملاقاتیں ہوں۔ دشمن سے نجات ہو۔ اسی واسطے محاورے میں خوشی کے لئے ایسا لفظ استعمال کیا گیا۔ جس میں بار بار آنے کے معنے پائے جاتے ہیں:

گم شدہ چیز کے ملنے پر زیادہ خوشی ہوتی ہے

اس لفظ میں ایک اور بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ کھوئی ہوئی چیز کے واپس آنے میں جو خوشی ہوتی ہے۔ وہ دوسری چیزوں میں نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی شخص کے گھر میں لاکھ روپیہ موجود ہے۔ اس کی موجودگی کی کوئی خاص خوشی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اس کی جیب سے ایک دس روپیہ کے گم شدہ نوٹ کے دوبارہ مل جانے کی خوشی ہوگی۔ اسی طرح ہر وقت پاس رہنے والے عزیزوں اور دوستوں کی ملاقات کوئی ایسی خاص خوشی پیدا نہیں کرے گی۔ جیسا کہ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے دوست کی ملاقات سے ہوگی

کسی شخص کے دس بیٹے ہوں۔ اور ان میں سے ایک کے متعلق اسے یقین ہو کہ وہ مر گیا ہے۔ اور وہ اچانک اسے مل جاوے۔ تو اس کی یہ خوشی بے حد ہوگی اور موجودہ نو لڑکوں کی موجودگی سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے بعض صورت میں شادی مرگ بھی ہو جاوے۔ کیونکہ کھوئی ہوئی چیز کے دوبارہ ملنے کی خوشی ایک خاص خوشی ہوتی ہے

حضرت مسیح کی بیان کردہ ایک مثال

انجیل میں حضرت مسیحؑ نے ایک واقعہ مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے کئی بیٹے تھے۔ اس نے بہت سا مال ان پر تقسیم کیا۔ اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں ہی ایک معقول رقم دی۔ تا مرنے کے بعد فساد نہ ہو اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ اس کے بیٹے مال لے کر مختلف جہات کو گئے۔ اور انہوں نے مختلف ذرائع سے اپنے اموال کو بڑھایا اور فائدہ اٹھایا۔ مگر ایک لڑکے نے اپنا روپیہ اپنی غفلت اور سستی اور غلط کاری و عیاشی کے باعث تمام کا تمام ضائع و برباد کر دیا اور کچھ بھی اس کے پاس باقی نہ رہا نوبت یہاں تک پہونچی کہ وہ بھوکا اور ننگا ہو گیا اور مجبوراً اسے ایک سؤر پالنے والے کی ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ آخر ایک دن اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ میرے باپ کے کئی نوکر چاکر ہیں۔ وہ ان کو کھانا کھلاتا ہے اور کپڑے پہناتا ہے۔ اگر میں بھی واپس جاؤں تو کیا وہ مجھے کھانے اور پہننے کو نہ دے گا اس خیال سے وہ واپس آیا۔ اور شرم کے مارے اپنے باپ کے سامنے تو نہ گیا۔ بلکہ اسکے نوکروں میں بیٹھ گیا۔ کسی نے اس کے باپ کو اطلاع کر دی۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ بتاؤ اس کے باپ نے یہ خبر پا کر کیا کیا ہوگا؟ فرماتے ہیں اس نے فوراً ایک موٹا تازہ بکرا منگایا اور قربانی کیا۔ اور اس کے واپس آنے کی بہت خوشی منائی۔ نوکروں میں سے اٹھا کر عزت کی جگہ بٹھایا

تب اس کے دوسرے بیٹوں نے باپ سے کہا کہ ہم بھی آپ کے لڑکے تھے۔ اور ہم نے آپ کے مال کی حفاظت کی۔ اور خوب اس کو بڑھایا۔ مگر آپ نے ہمارے آنے پر اس قدر خوشی کا اظہار نہیں کیا جس قدر کہ اس لڑکے کے آنے پر۔ اور اس کے لئے موٹا بکرا ذبح کیا۔ مگر ہمارے لئے ایک دبلی بکری بھی ذبح نہ کی۔ اس پر ان کے باپ نے کہا کہ تمہاری غلطی ہے۔ تم کھوئے نہ گئے تھے کہ میں نے تم کو پایا مگر میرا یہ بیٹا کھویا گیا تھا۔ اور اب میں نے اسے پایا ہے۔ پس اس کے آنے پر اسی قدر خوشی چاہیئے تھی۔

تو یہ ایک ایسے باپ کا ذکر ہے جس کے کئی بیٹے تھے اگر کسی کا ایک ہی بیٹا ہو۔ اور وہ کھویا جائے۔ پھر مدتوں بعد واپس آجائے تو اس کی خوشی کتنی بڑی خوشی ہوگی۔ اور وہ اس کے واپس آجانے پر کیا کیا خوشی کرے گا اندازہ کر لیں۔

ایک شخص جس کے پاس ہزاروں روپے ہیں۔ وہ اگر ایک کھویا ہوا روپیہ پاتا ہے تو اس کو بھی ایک خوشی ہوتی ہے۔ مگر اس شخص کی خوشی کا اندازہ کرو جسکے پاس چند روپے تھے اور وہ گر گئے۔ بہت سرزنی اور بہت سرگردانی و مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گئے خیال کرتے ہو کہ اس کو کس قدر خوشی ہوگی۔

ایک شخص جو کسی لمبے جنگل میں سفر کر رہا ہو جہاں نہ کھانے کو کچھ ملتا ہو۔ اور نہ پینے کو میسر آتا ہو ایسے ہولناک جنگل میں اس کے پاس جو کچھ تھوڑا سا کھانا اور پانی ہو۔ وہ کسی طرح اس سے گم ہو جائے یا کھویا جائے اور جب وہ بالکل مایوس ہو جائے۔ تو پھر اسے اچانک وہ کھانا اور پانی مل جائے تو اسے کس قدر خوشی ہوگی

حضرت مسیحؑ اور آنحضرتؐ کی مثالوں سے عہد و بعثت میں فرق

حضرت مسیح نے تو بہت سے بیٹوں کی مثال دی ایک گم ہو گیا مگر باقی موجود تھے کیونکہ حضرت مسیح تمام دنیا کے لئے مبعوث نہ ہوئے تھے بلکہ آپکی بعثت صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے تھی۔ ان کی مثال بتاتی ہے کہ اگر ان کی اپنی قوم حق و راستی سے دور ہو کر راہ راست سے گم گشتہ تھی۔ تو بعض اور قومیں دنیا میں اس وقت بھی موجود تھیں جنمیں نیکی و تقوےٰ اور خدا پرستی موجود تھی۔ ان کی مثال بتاتی ہے۔ کہ اس باپ کے اکثر بیٹے لائق اور ہونہار موجود تھے۔ صرف ایک بیٹا نالائق اور عیاش تھا۔ جو ان کی اپنی قوم کی طرف اشارہ ہے حضرت مسیح کے زمانہ میں دنیا میں نیک اور خدا پرست لوگ کثرت سے موجود تھے۔ اسلئے ان کی مثال میں ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ نہیں پایا جاتا بلکہ ظہر الفساد فی بنی اسرائیل کا رنگ نظر آتا ہے۔

مگر برخلاف ان کے ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اور آپؐ کی تعلیم کسی خاص ملک یا قوم کے لئے نہ تھی بلکہ تمام دنیا کے واسطے بلاتخصیص زمانہ و مکان تھی۔ اور آپؐ کی بعثت کے وقت ظہر الفساد فی البر والبحر کا پورا پورا نقشہ موجود تھا۔ لہذا آپؐ نے جو مثال دی وہ بھی اس مضمون کی شاہد ناطق ہے

آپؐ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اونٹنی پر سوار ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں جا رہا ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس سواری کے بغیر اس جنگل سے گزرنے کی اور کوئی سبیل نہیں۔ اور نہ کوئی اور چارہ ہے۔ اتفاقاً وہ سواری اس سے گم ہو جائے۔ اور وہ اس کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتا رہے۔ لیکن اسے وہ سواری نہ ملے آخر دوپہر تک کی تلاش کے بعد تھک کر ایک درخت کے نیچے لیٹ جائے۔ اور اپنی سواری سے نا امید ہو کر سو جائے مگر اچانک اس کی آنکھ کھلنے پر اپنے پاس ہی اپنی ناقہ کو کھڑا دیکھے۔ تو اس کے ملنے پر اسے کسقدر خوشی ہوگی۔ خدا تعالےٰ کو بھی اپنے بندے کے واپس آنے اور اپنے مولےٰ کی طرف رجوع کرنے پر ایسی ہی خوشی ہوتی ہے

ان دونوں مثالوں میں فرق ہے حضرت مسیح جب دنیا میں مبعوث ہو کر آئے۔ اس وقت بنی اسرائیل کے سوا باقی اکثر اقوام میں صلاحیت و تقوےٰ نیکی اور دینداری موجود تھی۔ اور روحانی پانی ان کو سیراب کرتا تھا جیسا کہ حضرت مسیحؑ کی مثال سے مستنبط ہوتا ہے کہ باپ کے بیٹے قابل لائق ہونہار اور فرمانبردار موجود تھے صرف ایک گمراہ تھا جس کا ذکر کر کے حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کو بتایا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کی مثال اس نالائق اور نادان بیٹے کی سی ہے نادر کہ آپ اس قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ہیں:

برعکس اس کے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ بعثت میں تمام دنیا میں گمراہی اور جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ اور کوئی ملک اور کوئی قوم بلاتخصیص ملکی وقومی گمراہی اور گناہ کے اتھاہ گڑھے سے باہر نہ تھی۔ نہ کوئی ملک اور نہ کوئی قوم اس وقت دنیا کی آبادی میں ایسی موجود تھی۔ جو روحانی پانی سے سیراب ہوتی ہو۔ اور انسانوں میں سے کوئی جماعت بھی خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ نہ تھی۔ گویا سب کے سب بندے خدا تعالیٰ کے راستہ سے کھوئے گئے تھے۔ اس وقت آپ مبعوث ہوئے۔ اور کھوئے ہوئے بندوں کو پھر خدا تعالےٰ کے پاس لائے۔ پس حضرت مسیحؑ نے ایک ایسے شخص کی مثال دی۔ جس کی اکثر اولاد نیک تھی۔ اور ایک خراب تھی۔ تا اپنے احاطۂ تبلیغ کی طرف اشارہ کرے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایسے شخص کی مثال دی۔ جس کا سب کچھ کھویا گیا تھا۔ تاکہ ان کے احاطۂ تبلیغ کی طرف اشارہ ہو۔ اور یہ دونوں مثالیں ان دونوں نبیوں کے مدارج کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

عید کی غرض

پس عید ہم کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ اگر حقیقی خوشی چاہتے ہو۔ تو ضائع شدہ مال و متاع کی تلاش کرو۔ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مسلمانوں کے لئے تو عید ایک عبرت کا مقام ہے۔ وہ شخص کیا خوشی کر سکتا ہے۔ اور کیونکر اس کا دل خوش ہو سکتا ہے۔ جس کو ذلت و ادبار نے گھیرا ہو جو مصائب و مشکلات میں پھنسا ہو۔ جو اپنے موروثی ملک سے بدر کیا جا چکا ہو۔ جو شدائد کی وجہ سے اپنی ماں۔ باپ۔ بہنوں سے الگ ہو رہا ہو۔ جو بجائے دوستوں کے دشمنوں کے بیچ میں گھرا ہوا ہو۔ بدبختی اور بدنصیبی کے باعث جس کے گھر میں ہر وقت جنگ و جدل۔ لڑائی جھگڑا رہتا ہو۔ اور افلاس اور تنگی اسے سر نہ اٹھانے دیتی ہو۔

ایسے شخص کی خوشی اور عید جس کے اندرونی حالات ایسے ہوں۔ صرف ظاہری عمدہ لباس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کا ہنسنا اور لوگوں میں بیٹھ کر خوشی کا اظہار کرنا اس کی دلی خوشی کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ تو ایک منافقانہ حالت ہے۔ کہ اندر کچھ اور ظاہر کچھ۔ اور ایک عذاب ہے۔ کہ دل تو اندر سے افکار و غموم سے کباب ہو رہا ہے۔ مگر یہ اس کا اظہار بھی نہیں کر سکتا۔

غرض عیدین مسلمانوں کے واسطے ایک عبرت کا مقام ہیں۔ یا مصیبت اور دکھ کے کم کرنے کے لئے وقفے ہیں۔ حقیقی عیدیں نہیں۔ ایک کھلونا ہیں۔ جو روتے بچے کے ہاتھ میں دیدیا جاتا ہے۔ وہ اس کی بھوک و پیاس کو نہیں ہٹا سکتا۔ صرف اس کی توجہ کو تھوڑی سی دیر کے واسطے دوسری طرف لگا کر اس کی تکلیف میں وقفہ کا کام دے سکتا ہے۔

یہی حال مسلمانوں کی موجودہ حالت میں ان کی عیدوں کی ہے۔ عارضی خوشی عارضی ہنسی کا موقع ان کو مل جاتا ہے۔ اور یہ صرف غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ ورنہ اس ذلت و رسوائی۔ ادبار و تباہی کے ہوتے ہوئے حقیقی خوشی کے معنے ہی کیا ہوئے۔ جب دن رات باہم دنگہ و فساد جھگڑا رہتا ہے۔ تو ایسی صورت میں حقیقی عید کیا ہوئی؟

مسلمان حقیقی عید کا کب منہ دیکھ سکتے ہیں

پس مسلمان حقیقی عید اور اصلی خوشی اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں۔ جب موجودہ عید سے عبرت حاصل کرکے کھوئی ہوئی دولت و عزت آبرو و ثروت۔ جاہ و جلال۔ تقویٰ و طہارت نیکی و عبادت۔ رتبہ و مرتبت کی تلاش اور اس کے حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کرکے ان گمشدہ چیزوں کو حاصل کر لیں گے۔ اور جس طرح ایک وقت تھا۔ کہ دنیا میں اسلام ہی اسلام تھا۔ اسی طرح اب بھی اسلام روحانی طور پر دنیا پر غالب ہو۔ اور جب مسلمان دلائل اور براہین۔ علم اور عمل سے یہ ثابت کر دیں کہ کسی شخص کی گردن اسلام کے دلائل کے سامنے اونچی نہیں رہ سکتی۔ اور کوئی باطل اس حق کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ اسی وقت اور صرف اسی وقت مسلمان حقیقی خوشی اور عید منانے کے قابل ہوں گے۔ اور وہی سچی عید اور اصلی خوشی کا دن ہوگا۔

جماعت کو نصیحت

اس واسطے میں اپنی جماعت کو خاص طور پر تاکید کرتا ہوں۔ اور زور سے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی عید مخفی ہے اور وہ یہی ہے کہ دنیا کے تمام لوگ آپ لوگوں کے ذریعہ سے حق اور راستی کی چٹان پر جمع ہو جائیں۔ اور پھر تمام ادیان اس حقیقی نوشیر سے حصہ لیں۔ اور وہ سیر کن پانی پینے لگیں۔ جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا کے بچاؤ کے واسطے نازل فرمایا۔ اور جس کے اظہار کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

حضرت مسیحؑ کی مثال کی طرح یہاں ایک ہی بیٹا کھو یا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں پیارے بھائی گم شدہ ہیں۔ جن کی تلاش اور رہنمائی آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس جس وقت آپ لوگ اس مقصد میں کامیاب ہوں گے وہی وقت حقیقی عید اور سچی خوشی کا ہوگا۔

نادان ہے وہ جو ہنستا ہے اور بے وقوف ہے وہ جو خوش ہوتا ہے۔ جب تک اپنے اس فرض اور غرض کو نہیں سمجھتا۔ اور پورا نہیں کرتا۔ نادان بچہ اپنے باپ کی مرگ کا احساس نہ کرکے ہنستا اور کھیلتا پھرے۔ تو یہ اس کی کم علمی اور جہالت و نادانی ہے۔ مردہ باپ کو غسل دیتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر پرواہ نہ کرے۔ اور بے علمی سے سمجھے کہ میرے باپ کو لوگ مل مل کر نہلا رہے ہیں۔ اور خوش ہو۔ تو یہ اس کی کم فہمی ہے۔ باپ کو کفن دیتے ہوئے دیکھ کر اگر وہ خوش ہو۔ اور سمجھے کہ میرے باپ کو نئے کپڑے پہنانے ہیں۔ تو یہ اس کی بے سمجھی ہے۔ کیونکہ یہ در اصل اس کے واسطے مصائب کا دروازہ ہے۔ یہ تو اس بیچارے کے واسطے ماتم کا وقت ہے۔ یہ وقت تو در حقیقت اس کے یتیم ہونے کی ابتدا ہے۔ اور اس کے واسطے مصائب اور مشکلات کا پیش خیمہ ہے۔ مگر وہ اپنی کم علمی اور نادانی کی وجہ سے اسے سمجھتا نہیں: اور خوشی کر رہا ہے۔ تو کیا اس کی یہ خوشی حقیقی خوشی ہوگی؟

پس وہ خوشی جس سے انسان غافل ہو جائے اور اپنے اصلی فرض کو اور اغراض و مقاصد کو بھول جائے۔ وہ خوشی نہیں بلکہ ماتم ہے۔ اور اگر خوشی اور عید کو انسان اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کا ذریعہ اور محرک سمجھے تو وہ ایک گونہ عید اور خوشی ہو سکتی ہے۔

پس یہ عیدیں در اصل حقیقی عید اور سچی خوشی کے حصول کا ایک موقع دیتی ہیں۔ اگر آپ لوگ ان کو اصل غرض کے حصول کا ذریعہ و محرک یقین کرکے اس کے حصول میں سعی و کوشش کرنی شروع کر دیں یہ وقت ہے کہ آپ لوگ ہر قسم کے دلائل و براہین جو اللہ تعالےٰ نے آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے تازہ بتازہ دیئے ہیں۔ ان کو لے کر اور نشانات سماوی کے ذریعہ سے دنیا پر حجت تمام کر دیں۔ نہ ختم ہونے والا گولہ بارود اور ہر ایک دشمن کو مغلوب کرنے والا توپ خانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے آپ لوگوں کو عطا کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے تو اس بات کی کہ آپ لوگ ڈٹ کر ان کا صحیح استعمال کریں۔ اور نہ ہٹیں جب تک کہ منزل مقصود تک نہ پہنچ جائیں۔

انسان کو کامیابی کے واسطے دو ہی سامانوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ایک ہتھیار دوسری قوت بازو۔ ہتھیار خدا نے آپ کو دے دیئے ہیں۔ جو ایسے تیز اور کاری ہیں۔ کہ ان کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ اور نہ کوئی ہتھیار ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ آپ لوگ دلوں کو مضبوط کرکے قوت بازو سے کام لیں۔

کوشش کرنے کی ضرورت

ہتھیار دنیا میں کام کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی صرف قوت بازو غالب آ سکتی ہے۔ دونوں چیزیں مل کر کامیابی کا منہ دکھا سکتی ہیں۔ ایک چیز دنیا سے مسلمانوں کی غفلت اور بد عملی اور سستی کی وجہ سے اٹھ گئی تھی۔ سو وہ بھی خدا تعالیٰ نے دوبارہ آپ لوگوں کو دے دی ہے۔ اور وہ دلائل و براہین کی تیز تلوار اور تباہ کن توپ ہے۔ اب ان کا استعمال کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔

دیکھو اگر یہ کام ملائکہ نے ہی کرنا ہوتا۔ اور انسانی محنت اور تبلیغ اور سعی کی ضرورت نہ ہوتی۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ضرور ملائکہ اسلام کے دشمنوں کو زیر کرتے پھرتے۔ نہ صحابہؓ کو محنت کرنی پڑتی۔ نہ ملک چھوڑنے پڑتے اور نہ مشکلات اور مصائب برداشت کرکے جانیں تک دینی پڑتیں۔ خود بخود سب کام ملائکہ کے ذریعہ سے ہو جاتے۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دن اور رات جان توڑ محنت برداشت کرنی پڑی۔ لوگوں سے دکھ اٹھانے پڑے۔ صحابہ رضؓ کی جانیں تک اس راہ میں خرچ ہوئیں۔ جب جاکر یہ کام ہوا۔

پس بعینہٖ اب بھی اسی طرح ہوگا۔ جب تک ہر شخص اس بات کے لئے تیار نہ ہو جائے۔ کہ اپنے دین کے لئے اپنی عزت۔ آبرو۔ جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہ ہوگا۔ یہ کام انجام کو نہ پہنچے گا۔ ضرورت ہے۔ ہر احمدی اپنے اس فرض کو سمجھے۔ اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے واسطے ہر قسم کی قربانی کو تیار ہو جائے۔

کام تو جو مقدر ہوتا ہے ہو کے رہتا ہے۔ مگر افسوس اس شخص کے لئے جو اس خدمت سے بے نصیب رہ جائے۔ اور اس کے جان و مال کا اس میں کوئی حصہ شامل نہ ہو۔

اسلام ضرور کامیاب ہوگا۔ اور ہو کر رہیگا۔ یہ مقدر ہو چکا ہے۔ مگر تلوار کے ذریعہ سے نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں دنیا نے تلوار سے مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ اس وقت تلوار سے ہی اس کا مقابلہ کیا گیا تھا۔ دشمن کو جس چیز پر گھمنڈ تھا۔ اور جس طاقت کا ناز تھا۔ اس کو مقہور و مغلوب کرکے دکھایا گیا۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے مگر آج دشمن تلوار نہیں اٹھاتا۔ بلکہ اسلام پر طعن کرتا اور ہنستا ہے۔ کہ اسلام نے تلوار کے زور سے ہمارے بدن اور جسم کو مغلوب کیا تھا۔ نہ کہ ہمارے دلوں کو اسلام ہمارے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہماری سائنس کے

سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ نادان نہیں سمجھتا۔ ضد اور تعصب کی پٹی اس کی آنکھوں پر بندھی ہوئی ہے اور وہ جھوٹی محبت میں ایسا اندھا ہوا ہے۔ کہ حق پوشی کرتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اسلام نے تلوار بھی دفاعی رنگ میں اٹھائی اور خود حفاظتی کے لئے پکڑی۔ جب کہ کفار کے مظالم کی کوئی انتہا ہی نہ رہی تھی۔

مگر اللہ تعالےٰ نے دشمن کو یہ پہلو بھی دکھایا اور مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام ہیں۔ اس کو دلائل و براہین کے مقابلہ میں مغلوب و مقہور کر کے بتا دیا کہ وہ اس میدان میں بھی اسلام کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ گو گو اصولی طور پہ اسلام کے دشمنوں کو مسیح موعودؑ کے وقت میں شکست دیدی گئی۔ مگر اب سب دنیا میں ان ہتھیاروں کے ذریعہ سے جو مسیح موعودؑ نے ہمیں بہم پہونچائے ہیں۔ اسلام کا پھیلانا ہماری جماعت کا کام ہے۔ اور خوش قسمت ہیں وہ جن کے ذریعے اور جن کی سعی اور کوشش سے یہ کام انجام پذیر ہوگا۔ یہ فکر تو دور ہو چکی کہ اسلام غالب ہوگا یا نہیں اسلام غالب ہوگا اور ضرور غالب ہوگا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کس کے ذریعہ سے اور کس کی وساطت سے۔ موجودہ حالات بتاتے ہیں کہ ہمارے ذریعہ سے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ہمیں احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق دی ہے مگر کیا ہمارے حالات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں؟ کیا ہماری کوششیں بھی ہمیں اسبات کا مستحق بتاتی ہیں کہ ہمارے ہاتھ سے یہ کام پورا ہو؟ ہر شخص اپنے حالات پر غور کر کے دیکھے کہ کیا اس کی قربانی دین اسلام کی خدمت کے لئے ایسی ہی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کیا جائے۔ اکثروں کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ بات یوں نہیں۔

اصلاح کی ضرورت میں دیکھتا ہوں کہ باہم کینہ و فساد جھگڑا و عناد ذرا ذرا سی بات پر بگڑ جانا۔ اتفاق و اتحاد کی بھی پرواہ نہ کرنا موجود ہے۔ حالانکہ ضرورت تھی۔ اور وقت تھا کہ اتفاق و اتحاد کے لئے اپنے ذاتی اغراض کو ترک کیا جاتا۔ اور اتحاد کے واسطے اپنے اغراض کو قربان کر دیا جاتا۔ ذرا ذرا سی بات پر ابتلاء آجاتے ہیں۔ انتظام نہیں ہے۔ قربانی کا مادہ نہیں۔ اتنا بھی نہیں جتنا دنیوی سپاہیوں میں پایا جاتا ہے۔ ان کا افسران گو خواہ کیسے ہی خطرناک موقع پر جانے کا حکم دے انکار نہیں کرتے۔ جان جائے مگر نافرمانی نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات صریح غلط اور تباہ کن احکام کی بھی تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ مگر سر نہیں پھیرتے۔ بے چون و چرا چلے جاتے ہیں۔ ورنہ انتظام جاتا ہے۔ تمام کی تمام فوج تباہ ہوتی ہے۔

دیکھو کبھی بھی کوئی ایسی لڑائی نہیں لڑی گئی جس میں تمام جرنیلوں کا اتفاق رائے ہو۔ یعنی طرز جنگ وغیرہ میں۔ مگر ایک دوسرے کی بات پر اپنی رائے اور تجویز کو قربان کرتا ہے۔ اور جہاں اسکے خلاف ہوتا ہے۔ ہلاکت اور تباہی وہیں اپنا دامن دراز کر دیتی ہے۔

موجودہ جنگ میں اس امر کی ایک تازہ مثال موجود ہے۔ روس کے ملک میں سامان جنگ کافی موجود تھا۔ آدمیوں کی کمی نہ تھی۔ مگر پھر جرمن کے مقابلہ میں اسے شکست ہوئی۔ کیوں؟ اسلئے کہ ان کے افسروں اور سپاہیوں میں قربانی کا مادہ موجود نہ تھا۔ ہر شخص اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا تھا۔ اور اپنی ذاتی رائے کو قربان کرنے کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ مسٹر کرنسکی جو روسی حکومت کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے ابھی حال میں ایک تقریر میں بیان کیا ہے کہ گولہ بارود اس وقت ہمارے پاس اس قدر موجود تھا کہ اس سے پہلے کبھی موجود نہ تھا۔ اور سپاہی اس قدر موجود تھے کہ اس سے پہلے اس قدر موجود نہ تھے۔ لیکن ایک چیز نہ تھی اور وہ انتظام ہے کوئی شخص دوسرے کی بات ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ حقیقی خطرے کے وقت انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ مثلاً کسی کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہو۔ اور لوگ اس کے بجھانے میں مشغول ہوں تو اس وقت اگر ایک بوڑھا بھی گھر کے مالک کو اس آگ کے بجھانے کے متعلق حکم دینے لگے تو اس کے قبول کرنے میں وہ عذر نہیں کرتا۔ اس وقت افسری اور ماتحتی کا خیال نہیں رہتا۔ اب اگر اسلام کے خطرے کو لوگ اپنا خطرہ خیال کرتے ہیں۔ تو کیوں اپنے تمام جذبات اس کی کامیابی کے لئے قربان کرنے کو تیار نہیں ہوتے اور خاموش اور غافل ہیں۔ یہ امر دو باتوں سے خالی نہیں یا تو اس خطرہ کو جہالت کی وجہ سے اپنا خطرہ نہیں سمجھتے۔ یا نعوذ باللہ اسلام کو سچا نہیں یقین کرتے۔ ورنہ مسلمان اسلام سے جدا نہیں ہیں۔ اسلام اگر ترقی نہ کرے گا۔ تو مسلمان زیادہ سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔ پس اسلام کی عزت در حقیقت مسلمانوں کی عزت۔ اور اسلام کی ترقی در حقیقت ان کی ترقی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مسلمان اسلام کے خطرے کو اپنا خطرہ نہیں سمجھتے اور اسلام کی نکبت کو اپنی نکبت یقین نہیں کرتے ورنہ ان کی تو وہ مثال ہے کہ کوئی شخص اپنا پاؤں آپ کلہاڑی سے کاٹے۔ اسلام اگر ترقی نہیں کریگا تو مسلمان کیونکر خوشحال ہو سکتے ہیں۔ اور ترقی کر سکتے ہیں۔

مسلمان اسلام سے الگ نہیں ہو سکتے۔ البتہ اسلام مسلمانوں سے الگ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اپنے فرائض سے واقف نہ ہوئے۔ اور سست بیٹھے رہے۔ تو خدا کوئی اور قوم لائے گا۔ جو اسلام کی خادم ہوگی مگر وہ دن ماتم کا ہوگا نہ کہ خوشی کا۔

حقیقی عید منانے کی کوشش

پس حقیقی عید دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اسلام کی ترقی کے لئے پوری سعی کرو۔ اور اسلام کی ترقی وابستہ ہے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق پہ۔ اور اتحاد و اتفاق کبھی پیدا نہیں ہو سکتے جب تک ہر شخص سچے دل سے ہر ایک چیز کو اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔

خوب یاد رکھو کہ جب تک وہ عید جو حقیقی عید ہے قریب لانے کی کوشش نہیں کی جاتی اس وقت تک یہ عید بھی ایک کھلونا ہے حقیقی عید نہیں۔ فاخرہ لباس اور خوشبو لگا کر خوش ہو جانا کسی کام کا نہیں۔ جب تک دلوں میں حقیقی خوشی پیدا نہ ہو۔ اور وہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک اسلام کی خدمت نہ کرو۔ اور اسلام کے واسطے سچی قربانی نہ کرو۔

دنیا والوں میں قربانی کی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہ ان کے مقابلہ میں ہم میں کچھ بھی نہیں۔ وہ لوگ ایک مدرسہ کھولتے ہیں۔ تو اس کے لئے بیسیوں قربانی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر برخلاف اس کے اسلام کے اہم کاموں کے لئے بھی بہت کم لوگ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اور کوئی شخص پانچ دس روپے کم لے کر بھی اگر کسی کام کے لئے لگتا ہے۔ تو اسکو احسان سمجھتا ہے۔ اور اس کا احسان جتاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو قربانی کی توفیق دے تا عیدان کے لئے حقیقی خوشی اور سچی عید ہو۔

احمدی نوجوانوں کا فرض

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (آل عمران)

اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی تعمیل ہی جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ پس اے احباب کرام اشاعت اسلام آپ کے ذمے ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا آپ کا ہی عہد ہے۔ آپ کی مالی قربانیاں نہایت شاندار ہیں۔ مگر آپ کے عظیم الشان کام کے لئے صرف مالی قربانی کافی نہیں۔ بلکہ تربیت یافتہ مبلغین کا ایک نہ ختم ہونے والا تسلسل درکار ہے۔ میٹرک پاس اور گریجوایٹ میدان میں آویں۔ آجکل یونیورسٹی کے نتائج نکلنے والے ہیں۔ میٹرک پاس یا اس سے اوپر والے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین میں داخل ہوں۔

حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تعلیم یافتہ نوجوانوں کو وقف کے لئے بلاتے ہیں۔ پس اے مخلصین احباب لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے تحت اپنی عزیز ترین چیز یعنی اولاد کو خدمت اسلام کے لئے وقف کیجئے۔ اور اے قوم کے نونہالو! خلیفۂ وقت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے آؤ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے کہ

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

فدیہ رمضان کی دوسری قسط

مندرجہ ذیل بھائیوں اور بہنوں نے اس اعلان کے بعد جو اسبارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ فدیہ رمضان کے طور پر روپیہ بھیجا ہے۔ جو کہ غرباء میں تقسیم کر کے ان کے لئے دعا کے واسطے لکھدیا گیا

(افسر لنگر خانہ۔ ربوہ)

مکرمہ محترمہ حضرت اماں جی صاحبہ ربوہ	۱۰ــ۰ــ۰
مکرم لفٹننٹ کرنل نور الدین صاحب۔ سی۔ ایم۔ ایچ مری	۳۰ــ۰ــ۰
مکرم محمد رمضان صاحب انبوی بذریعہ ایم یوسف علی صاحب کراچی	۳۰ــ۰ــ۰
مکرمہ والدہ صاحبہ محمد یوسف صاحب بی اے آزاد کشمیر	۵ــ۰ــ۰
مکرم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب اوکاڑہ	۲۰ــ۰ــ۰
مکرم بابو محمد بشیر احمد صاحب (ڈیرہ دونی) گھیانہ	۲۵ــ۰ــ۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ رسالدار مرزا محمد خان صاحب چکوال	۱۵ــ۰ــ۰
مکرم عبد الجبار صاحب مردان	۱۵ــ۰ــ۰
مکرمہ عنایت شاہین صاحبہ اہلیہ کیپٹن مبشر احمد صاحب سیالکوٹ	۱۵ــ۰ــ۰
مکرم سردار بشیر احمد صاحب رسول	۲۰ــ۰ــ۰
مکرم چودھری .... ربوہ	۲۰ــ۰ــ۰
" حافظ عبد السلام صاحب ربوہ	۲۰ــ۰ــ۰

عید الفطر کے احکام

احادیث نبوی کی روشنی میں

(محمد شفیع اشرف)

(۱)

عید ایک انعام ہے۔ جو رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے اس ماہ نیکی و ریاضت کی توفیق پانے پر خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں۔ اور اسلامی روح کے مطابق اس کے اظہار کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے اور نفل ادا کرتے ہیں۔

چونکہ یہ دن اسلامی سال کے باقی دنوں سے ممتاز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے۔ کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندے کے ظاہر پر بھی ہو۔ اور اما بنعمة ربك فحدث کا بھی یہی منشاء ہے۔ اس لئے اس دن حتی الامکان عام دنوں کی نسبت ظاہر کا بھی زیادہ اہتمام ضروری ہے۔ اور جس طرح دوسرے اجتماعات جمعہ وغیرہ کے لئے اسلام کا حکم ہے۔ اس دن بھی نہا دھو کر صاف ستھرے اور اُجلے کپڑے پہننے چاہئیں۔ اور خوشبو وغیرہ لگانی چاہیئے۔ اس سے نہ صرف ظاہر و باطن میں موافقت پیدا ہو کر مفید اور بہتر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ اسلامی اجتماع کا ایک خاص اثر اور رعب بھی قائم ہوتا ہے۔

اگر کسی دوست کو یہ سامان میسر نہ ہو تو اس کے دوستوں اور ہمسایوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ایسا انتظام کرنا چاہیئے جس سے ایسا شخص اپنے ظاہر کی آراستگی کا سامان کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عورتوں کو نماز عید کے لئے جانے کی تلقین فرمائی۔ تو ایک عورت نے عرض کیا۔ کہ ہم میں سے کبھی کسی کے پاس اس کی اوڑھنی نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر وہ نہ جا سکے تو کوئی حرج تو نہیں ہے تو حضور نے فرمایا لتلبسها صاحبتها من جلبابها فليشهدن الخير کہ اس کی کوئی سہیلی اس کے لئے اوڑھنی کا انتظام کر دے۔ تاکہ وہ بھی نیکی کے کام میں شریک ہو سکے۔

(۲)

بعض لوگ غلط فہمی کی بناء پر عید کے دن بھی کم از کم عید کی نماز تک روزہ رکھتے ہیں اور کچھ نہیں کھاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق اس کے بالکل خلاف تھا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نے اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ عید تو ہے ہی اس لئے کہ اس دن روزے ختم ہوتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن بریدہؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے قبل ضرور کچھ نہ کچھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور کھجوریں استعمال فرمایا کرتے تھے۔ جو تعداد میں طاق ہوا کرتی تھیں

بے شک اس حدیث کا منشاء یہ نہیں۔ کہ اس موقعہ پر صرف کھجوریں ہی کھائی جائیں اور وہ بھی طاق تعداد میں اور اس کے علاوہ کوئی اور چیز استعمال نہ کی جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں حضور کے اس عمل کی لفظاً لفظاً بھی پیروی کرے۔ اور تمام اشیاء کے علاوہ خاص طور پر کھجوریں بھی استعمال کرے تو یقیناً یہ چیز بھی عشق اور محبت کی ایک دلیل ہوگی۔

(۳)

جس طرح پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اس قسم کے اجتماعات سے ایک فائدہ اسلامی سوسائٹی اور اسلامی معاشرہ کا ایک خاص اثر قائم کرنا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے عید کی تمام تقریب اس طرز پر ادا ہونی چاہیئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی رضاء کے علاوہ یہ چیز بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ آپ کھلے میدان میں نماز پڑھا کرتے تھے اور وہاں پیدل جایا کرتے تھے۔ اور پھر جس راستہ سے تشریف لے جاتے تھے۔ آتے وقت کوئی اور راستہ اختیار فرماتے۔

اسی طرح آپؐ کا اور آپؐ کے صحابہؓ کا طریق تھا کہ عید کی نماز کو جاتے وقت راستہ میں بلند آواز سے یہ تکبیر پڑھتے جاتے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد

ویسے احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی مجبوری مثلاً بارش وغیرہ ہو۔ تو نماز عید مسجد میں بھی ہو سکتی ہے۔

(۴)

عورتوں کو بھی ایسے اجتماعات میں ضرور لیکر جانا چاہیئے۔ اس طرح نہ صرف عورتوں کی تربیت مقصود ہے۔ بلکہ ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ اسلامی سوسائٹی کے تمام افراد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اور اس کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اگر کوئی عورت حائضہ ہو تو اسے نماز کی جگہ سے الگ رہنا چاہیئے

(۵)

عید اور اسی قسم کے اور اجتماعات میں دوسروں کے آرام کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ آتے جاتے وقت یا نماز کے وقت ہجوم میں کسی دوسرے کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ اور اگر کوئی ضرورت نہ ہو۔ تو ایسی اشیاء جن سے کسی وقت بھی کسی دوسرے شخص کو کسی قسم کی تکلیف یا نقصان کا احتمال ہو ساتھ نہیں لے جانی چاہئیں حضرت امام بخاریؒ اپنی کتاب ما يكره من حمل السلاح في العيد کا باب باندھ کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے

(۶)

عید الفطر کی نماز سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر کی ادائیگی بہرحال لازمی ہے۔ ورنہ اس کی حیثیت صدقۃ الفطر کی نہیں۔ بلکہ عام صدقہ کی ہوگی سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر مقرر فرمایا۔ یہ روزہ دار کو گناہ اور لغو باتوں سے پاک کرنے والا ہے۔ اور مسکینوں کے کھانے کا ذریعہ ہے۔ پس جو کوئی اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کرے۔ تو یہ قبول کیا جانے والا صدقۃ الفطر ہے اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے۔ تو یہ عام صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے۔"

کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یہ صدقہ عید سے دو چار دن قبل ہی جمع ہو جائے اور مستحقین میں تقسیم ہو جائے۔ تاکہ وہ بھی بر وقت عید کیلئے تیاری کر سکیں

احادیث میں اس صدقہ کی مقدار ایک صاع بتائی گئی ہے۔ گندم سے نصف صاع بھی جائز ہے۔ ویسے فضیلت صاع کو ہے۔ ہمارے ہاں کے حساب سے صاع کی مقدار پونے تین سیر کے برابر ہے جس کی قیمت بالعموم دس آنہ لگائی جاتی ہے۔ یہ صدقہ ہر فرد کی طرف سے ادا ہونا چاہیئے جو شخص خود ادا نہیں کر سکتا۔ اس کی طرف سے وہ ادا کرے۔ جو اس کے اخراجات کا کفیل و ذمہ وار ہے۔ مرد۔ عورت بچے۔ بوڑھے آزاد اور غلام سب کی طرف سے اس کی ادائیگی ہونی چاہیئے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی وجہ سے لوگوں پر کھجور کے ایک صاع یا جو کے ایک صاع کی مقدار میں یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے۔ یہ صدقہ ہر ایک آزاد یا غلام مرد یا عورت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

(۷)

صدقۃ الفطر کے علاوہ بھی عید کے موقعہ پر صدقہ و خیرات کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین فرمائی ہے۔ عید کے موقعہ پر ایک دفعہ آپ نے عورتوں میں خاص طور پر چندہ کی تحریک فرمائی۔ تو عورتوں نے اپنے زیور اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر بھر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جن کے لئے "عید فنڈ" قائم فرمایا تھا جس میں جماعت کے ہر کمانے والے فرد کو کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ادا کرنے کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک جماعت اسے ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ یہ رقم صدقۃ الفطر کے علاوہ ہوتی ہے۔ اور مرکز میں بھجوائی جاتی ہے

(۸)

چونکہ یہ خوشی کا دن ہے۔ اس لئے زائد عبادت کے علاوہ اگر اس دن اپنے ملک اور علاقہ کے رواج کے مطابق جس کی شریعت اجازت دیتی ہو۔ خوشی کا کوئی اور طریق بھی اختیار کر لیا جائے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ حضور کے زمانہ میں عید کے موقعہ پر بعض حبشیوں نے لکڑی وغیرہ کے کھیلوں وغیرہ کا مظاہرہ کیا۔ تو حضور نے بھی اسے ملاحظہ فرمایا۔ ہمارے ملک میں بھی کھیلوں اور دعوتوں وغیرہ کا رواج ہے۔

(۹)

عید الفطر کی نماز کا وقت سورج نکلنے سے کچھ دیر بعد سے لیکر زوال تک ہے۔ اس نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ نماز کی دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ جن میں عام تکبیروں کے علاوہ بارہ تکبیریں زائد ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ۔ جو ثناء و تعوذ کے بعد اور قرأت سے قبل کہی جاتی ہے۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں یا کندھوں تک لا کر کھلے چھوڑ دینا چاہیئے (گو باندھ لینا بھی جائز ہے) اور آخری تکبیر پر ہاتھ باندھ لینا چاہیئے

(۱۰)

عید الفطر کا خطبہ شروع میں پڑھنے کی بجائے نماز کے آخر میں پڑھا جاتا ہے۔ چونکہ خطبہ بھی نماز کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے مقتدیوں کو خطبہ سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔ ہاں اگر امام کسی کو اجازت دے تو وہ جا سکتا ہے۔

اگر امام کو یہ خیال ہو۔ کہ وہ عورتوں کو خطبہ نہیں سنا سکا۔ تو مردوں کو سنانے کے بعد عورتوں میں بھی اسے جانا چاہیئے۔ اور وعظ و نصیحت کرنی چاہیئے۔

اگر عید اور جمعہ اکٹھے آ جائیں۔ تو عید کو الگ اور جمعہ کو الگ پڑھنا چاہیئے۔ ہاں جو لوگ دور سے آ کر نماز میں شامل ہوئے ہوں۔ وہ اگر جمعہ کے لئے دوبارہ نہ آنا چاہیں۔ تو انہیں اختیار ہے۔

! زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی !
! اور پاکیزہ کرتی ہے !

آئندہ جنگ میں برطانیہ کو جراثیمی حملوں سے کس طرح محفوظ رکھا جائیگا

بحیرہ کیریبین میں جراثیمی جنگ کا تجربہ

لندن یکم جون۔ بحیرہ کیریبین میں ایک جہاز پر جراثیمی جنگ کا تجربہ وسیع پیمانہ پر کیا گیا۔ بمبار ہوائی جہازوں نے مختلف بلندیوں سے اس جہاز پر ایسے مادے پھینکے جو جراثیم کے بھوزن تھے۔ ان مادوں کو ریڈیو ایکٹو بنا دیا گیا تھا۔ اصل جراثیم استعمال نہیں کئے گئے۔

جس جگہ یہ مادے پھینکے گئے وہاں سائنسی آلات کے ذریعہ اس کی جانچ کی گئی تھی اور اس کے اثرات کی وسعت دیکھی گئی۔ یہ جہاز جس کا نام "بن بو فولڈ" ہے عنقریب واپس آنے والا ہے۔ تمام تجربات صیغہ راز میں رکھے گئے اور دوسرے جہازوں کو آزمائش گاہ کے قریب جانے سے روکا گیا۔ ان تجربات سے حاصل شدہ معلومات سے سائنسدان دفاعی تیاریوں میں کام لیں گے اور برطانیہ کو جراثیمی حملوں سے بچانے کی کوشش کریں گے۔

پیرس یکم جون۔ ہندوستان کی فرانسیسی نوآبادیات کے متعلق ہندوستان اور فرانس کے اختلافات کو ختم کرنے کی ایک اور کوشش کی جائے گی۔ حکومت فرانس نے جو نئی تجاویز پیش کی تھیں ان پر ہندوستان میں غور کیا جا رہا ہے۔

مدھیہ پردیش کے وزیر ترقیات

استعفیٰ دے دیں گے

ناگپور ۳۱ مئی۔ مسٹر آر کے پاٹل وزیر ترقیات و منصوبہ بندی مدھیہ پردیش نے وزیر اعلیٰ مسٹر شکلا سے بعض اختلافات کی بنا پر استعفیٰ دینے کا فیصلہ کیا ہے کہا جاتا ہے۔ انہیں محکمہ ترقیات کی تشکیل اور اس کے طریق کار کے متعلق وزیر اعلیٰ سے اختلافات تھے۔

جن احباب کی قیمت اخبار ختم ہے۔ وہ بذریعہ منی آرڈر قیمت اخبار بھجوا دیں

پنجاب میں جننگ فیکٹریوں کی دوبارہ الاٹمنٹ شروع کی جائیگی

لاہور یکم جون۔ حکومت پنجاب نے ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے۔ جس میں پنجاب میں کپاس اوٹنے کی فیکٹریوں کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست کنندگان کو مطلع کیا ہے کہ پنجاب صنعتی بحالیاتی بورڈ عنقریب جننگ فیکٹریوں کی دوبارہ الاٹمنٹ کے معاملہ کو ہاتھ میں لے گا۔ اس بارے میں جو جائزہ لیا گیا ہے۔ اور جس میں ابتدائی انٹرویو بھی شامل تھے۔ اس کے پیش نظر بورڈ کے سامنے درخواستیں دینے والوں سے انٹرویو کرنے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ بہر حال درخواست کنندگان کو اس بات کا یقین کر لینا چاہیئے کہ ان کی درخواستیں ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ اور ہر ایک دستاویز جس پر وہ بھروسہ رکھتے ہوں۔ درخواستوں کے ساتھ شامل کی گئی ہیں ؛

مسٹر محمد علی کی نشری تقریر

بقیہ صفحہ اول

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں ہندوستان کے دو بڑے یکطرفہ فیصلوں کا بھی ذکر کیا۔ جو اس نے حال ہی میں کئے ہیں۔ ایک فیصلہ تو وہ ہے جس کی رو سے اس نے آب ستلج کا رخ بھاکڑا ڈیم کی طرف بدل دیا ہے۔ یہ فیصلہ اس سابق سمجھوتہ کے خلاف ہے۔ کہ اگر بھاکڑا ڈیم کے لئے عارضی انتظامات کئے جائیں تو اس کے بارہ میں دونوں ملکوں کی بات چیت عالمی بنک کی نگرانی میں کی جائے۔ آپ نے کہا میں اس فیصلہ پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا کیونکہ واشنگٹن میں دونوں ملکوں کی بات چیت عالمی بنک کی زیر نگرانی ہونے والی ہے۔ دوسرا فیصلہ وہ ہے جس کی رو سے ہندوستان نے اپنے آئین کو مقبوضہ کشمیر پر بھی نافذ کر کے اس پر پورا تسلط جما لیا ہے۔ آپ نے کہا یہ امر افسوسناک ہے کہ ہندوستان نے ایسے وقت میں کارروائی کی جبکہ دونوں ملکوں کے درمیان اس مسئلہ پر بات چیت ابھی جاری ہے۔ مسٹر محمد علی نے کہا میں یہ امر نہایت افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہندوستان کشمیر کے بارے میں جس تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا عمل اس کے مطابق نہیں ہے۔ آپ نے کہا ہندوستان کو آخر کار اس بات کا احساس ہو جائے گا۔ کہ ان جھگڑوں کو قائم رکھنے میں نہ تو پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ اور نہ خود ہندوستان کو۔ آپ نے کہا مجھے امید ہے کہ ہندوستان سمجھ سوچ سے کام لے گا۔ اور باہمی بات چیت سے اس مسئلہ کو حل کرنے میں مدد دے گا۔ لیکن اگر باہمی بات چیت سے یہ مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ تو پاکستان سلامتی کونسل کی طرف رجوع کرے گا۔ اور زور دے گا۔ کہ اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کیا جائے ؛

مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر میں اس دفاعی معاہدہ کا بھی ذکر کیا۔ جو پچھلے مہینہ پاکستان کا امریکہ سے ہوا ہے۔ آپ نے کہا امریکہ سے اس قسم کا معاہدہ پاکستان کے علاوہ انتیس اور ملکوں نے بھی کیا ہے۔ اگرچہ عام طور پر اس قسم کے معاہدوں کو شائع نہیں کیا جاتا۔ لیکن حکومت پاکستان نے اسے اس لئے شائع کر دیا تاکہ عوام کو معاہدہ کی نوعیت کے بارہ میں پاکستان کی ذمہ داریوں کا علم ہو جائے۔ اور جو مختلف غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ دور ہو جائیں۔

ملتان کے کارخانہ دار پر جرمانہ

لاہور یکم جون۔ ایڈیشنل ڈویژنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملتان نے سیلیش ٹیکسٹائل ملز ملتان کے منتظمین پر ۵۵۰۰ روپے جرمانہ کیا ہے۔ انہوں نے صنعتی کوائف پیش کرنے میں تاخیر کی تھی۔ اور جو کوائف پیش کئے گئے۔ وہ بھی صحیح نہیں تھے۔ یہ سزا صنعتی اعداد و شمار ایکٹ بابت ۱۹۴۲ء کے تحت دی گئی ہے۔

گورنر جنرل لاہور سے گزرے

لاہور یکم جون۔ گورنر جنرل عزت مآب ملک غلام محمد ایبٹ آباد تشریف لے جاتے ہوئے آج صبح لاہور سے گزرے۔ ہوائی اڈے پر ان کا استقبال گورنر پنجاب وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عبدالحمید خان دستی نواب مظفر علی خان قزلباش اور میجر جنرل محمد اعظم خان اور حکومت پنجاب کے حکام اعلیٰ نے کیا۔